ڈاکٹر وفا راشدی

سندھ کی ایک علمی شخصیت

پیر اسحاق جان سرہندی

الحاج پیر محمد اسحاق جان مجددی سرہندی نقشبندی، سندھ کے مشہور و معروف سرہندی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ پیر اسحاق جان، خواجہ محمد حسین جان (۱۲۹۰-۱۳۶۷ھ) برادر عزیز خواجہ حسن جان (۱۲۷۸-۱۳۶۵ھ) ولد حضرت خواجہ عبدالرحمان قندھاری مجددی فاروقی (۱۲۴۴-۱۳۱۵ھ) کے پوتے، محمد اسمٰعیل جان روشن (۱۳۰۷-۱۳۶۱ھ) کے فرزند اول اور محمد ابراہیم جان خلیل (ولادت ۱۳۳۴ھ) کے برادر معظم تھے۔

سندھ میں سرہندی خاندان (جس کا سلسلہ نسب امام ربانی مجدد الف ثانی کے واسطے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے) کے مورث اعلیٰ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن عرف قندھاری تھے۔ اسحاق سرہندی نے اپنے خاندانی حالات اپنے والد کے فارسی مجموعۂ کلام فارسی "دیوان روشن" میں قلمبند کئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی ایک کتاب "سوز نامۂ ایران" میں بھی اردو میں کچھ حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب میں اپنے حسب و نسب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"میرے آباؤ اجداد کا وطن قندھار تھا۔ جد امجد حضرت آقا محمد حسین جان نے بارہ سال کی عمر میں اپنے والد حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کی معیت میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی اور جہاد کیا۔ پھر والی افغانستان امیر عبدالرحمٰن کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کی، اور سندھ کے ایک قصبہ ٹکھڑ متصل حیدرآباد میں آباد ہوئے"۔ (سوز نامۂ ایران)

پیر اسحاق جان سرہندی ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۳ء میں شہر حیدرآباد میں پیدا ہوئے آنکھیں کھولیں تو اپنے چہار طرف دین و روحانیت کی روشنی دیکھی - یہ روشن ماحول ان کی صحت مند پرورش اور ذہنی و فکری تربیت میں معاون ثابت ہوا - اپنے خاندانی روایت کے مطابق قرآن مجید، حدیث نبوی، فقہ حنفی اور علوم اسلامی کی تکمیل کی - جن اساتذۂ کرام کے زیرِ عاطفت علومِ ظاہری سے بہرہ ور ہوئے ان میں مولانا حاجی عبدالرحیم دل مولانا غلام حیدر شاہ خیر پوری، مولانا غوث محمد اور مولانا عطاء اللہ کے نام نامی اسمِ گرامی وہ فخر و مسرت سے لیا کرتے تھے - کچھ عرصہ اجمیر شریف میں بھی رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی[۱۵] - ان تمام استادوں کی محبت اور فیضان کے علاوہ ان کے عالم و فاضل باپ مولانا آقا محمد اسمٰعیل جان روشن سرہندی نے خصوصی توجہ دی - اسحاق جان نے اپنے والدِ محترم کی آغوشِ شفقت ہی میں علوم باطنی کے اسرار و نکات سے آگہی حاصل کی جب سلوک و معرفت کی منزل پر پہنچے تو اپنے والد مکرم کے دستِ مبارک پر بیعت کی -

اللہ کے فضل و کرم سے اسحاق سرہندی نے چار مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی - پانچویں دفعہ حج کی تیاری میں مصروف تھے کہ اسی دوران ۳ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ، (۱۹۷۶ء) کو جوارِ رحمت سے پیوست ہو گئے[۱۶] -

عبادت و ریاضت اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں تجربات و مشاہدات حاصل کرنے کی بڑی لگن رکھتے تھے - اس لئے انہوں نے نہ صرف سندھ و ہند کے گوشے گوشے کا سفر بلکہ دنیا کے طول و عرض کی سیر و سیاحت کی، حجاز و عراق، مشرق وسطیٰ، افغانستان اور ایران وغیرہ جہاں کہیں گئے وہاں کے حالات و کوائف، مشہور مقامات اور زیارت گاہوں کے متعلق اپنے خیالات اور تاثرات بھی معلوماتی انداز میں تحریر کئے - اس سلسلے میں ان کی دو کتابیں جو اردو میں ہیں "سفر نامۂ ایران" اور "منازل و مراحل" (سفر نامۂ مشرق وسطیٰ) ادبی اہمیت کی حامل ہیں - اپنی سیر و سیاحت کے بارے میں اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں -

"ابتدائی عمر میں جب والد مرحوم حیات تھے اور گھر کی کوئی فکر دامن گیر نہ تھی تو ہر سال ہندوستان کی سیر و تفریح کے لئے چلا جاتا تھا چنانچہ اگر گرمی ہوتی تھی تو "ماؤنٹ آبو" پہنچ جاتا اور اگر ملک دیکھنے کا شوق ہوا تو بمبئی سے دکن جا پہنچتا تھا - مہینوں وہاں رہتا[۱۷]"

اسحاق سرہندی کی آبائی زبان پشتو اور مادری زبان سندھی تھی۔ ان دونوں زبانوں میں وہ بولنے کے علاوہ بخوبی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ عربی، فارسی، سرائیکی، مارواڑی، بلوچی اور برہوی زبان سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ فارسی، سندھی اور اردو میں نظم و نثر لکھتے تھے انہوں نے اپنے والد مکرم کے "دیوانِ روشن" کے شروع میں فارسی میں "حالاتِ مصنف" کے تحت جو کچھ لکھا ہے وہ ان کی فارسی میں دسترس اور فارسی نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔

ان کی تصنیف و تالیف میں حسب ذیل کتابیں شامل ہیں۔

اردو

۱۔ بنات الرسول، مقام اشاعت قصر دلکشا میرپور خاص ۱۹۶۲ء

۲۔ برتھ کنٹرول، طابع، آفتاب الیکٹرک پرنٹنگ پریس میرپور خاص۔

اس کتاب میں اسحاق سرہندی نے ضبط تولید کو شرعی رُو سے غیر اسلامی فعل ثابت کیا ہے۔

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کا مشن

۴۔ تعارف ایوانِ زراعت

۵۔ سفرنامہ ایران، سندھ یونیورسٹی پریس ۱۹۶۰ء

۶۔ منازل و مراحل (سفرنامہ مشرقِ وسطیٰ)

فارسی:

دیوانِ روشن (ترتیب و تدوین) سال اشاعت ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء حیدرآباد

اس کتاب کا مقدمہ در زبانِ فارسی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "بیانِ روشن" کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔

عربی:

یسر العربی (عربی سندھی لغت)

سندھی:

اقبال ۽ شاہ بھٹائی۔

پیر اسحاق سرہندی کی کوئی کتاب ضخیم نہیں، مگر جامعیت و معنویت سے خالی بھی نہیں وہ اپنی اختصار پسندی کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں ۔

" میری طرزِ تحریر اختصار پسند ہے اس عدیم الفرصتی کے زمانے میں طوالت ملامت کا باعث ہوتی ہے ۔ کتاب اتنی مختصر ہو کہ کھڑے کھڑے پڑھ لے، کوئی بار خاطر نہ ہو اس لئے اس شعر پر عمل کیا گیا ہے"۔

کار دنیا کسے تمام نکرد ہر چہ گیرد مختصر گیرد[۹]

ہر کتاب مختصر ہونے کے باوجود معلوماتی، بصیرت افروز اور فکر انگیز ہے ۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ لکھتے تھے ۔ سوچ و فکر سے علمی، دینی و شرعی افادیت کے پیشِ نظر لکھتے تھے ۔ ان کی زبان اور بیان کی صفائی و سادگی ان کی نثر کی جان ہے ۔ اپنے خیالات کے اظہار کے لئے ایسے موزوں اور سادہ الفاظ استعمال کرتے تھے کہ تحریر میں دلکشی پیدا ہو جاتی تھی ۔ جا بجا تلمیحات و استعارات اور شعروں کی برمحل تدوین سے اپنی تحریر کو دلنواز و دلفریب بنا دیتے تھے ۔ قرآنی آیات اور حدیث نبوی کے حوالے سے جو باتیں کرتے وہ اتنی مدلل اور پُر مغز ہوتیں کہ قارئین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ ان کی طرزِ تحریر کا ایک نمونہ دیکھئے، تہران جو ایران کا ایک خوبصورت شہر ہے اس کی ایک شاہراہ کی تصویر الفاظ کے رنگ اور خطوط میں یوں بناتے ہیں ۔

" یہ بہت ہی عالی شان شاہراہ ہے اس کے دونوں طرف دکانیں ہیں آخر میں خوبصورت فوارے اور حوض ہیں جن میں رنگین قمقمے بے حد دلکش منظر پیش کرتے ہیں شمروں گوکہ شہر سے پیوستہ ہے خیابان شاہ کا ایک دلفریب بازار وہاں تک پہنچا دیتا ہے مگر فاصلہ ۱۸ میل ہے ۔ فوارے کے کنارے پر پھولوں کی مہک چاندنی رات کی دل آویزی، چاند ستاروں کے مقابلے میں ہزاروں مصنوعی چاند ستارے ان کا مقابلہ معنوی و ظاہری حُسن کر رہا تھا کہ یکایک سبز سرو کے سائے میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے سرو کی طرح کھڑی ہوئی ایک دلفریب صورت نظر آئی، سلام کیا، بیٹھنے کا اشارہ کیا، بیٹھ گئی، " آغا خوش آمدید" اب ان ہزاروں قمقموں کی تیز روشنی میں جب چادر ہٹا کر گویا ہوئی تو مجھے حافظ شیرازی کا شعر یاد آگیا ؎

روئے نگار در نظرم جلوہ می نمود
ورنہ دو بوسہ بر رُخِ مہتاب می زدم"
(سفرنامہ ایران)

"بنات الرسول" پیر اسحاق سرہندی کی ایک تصنیف ہے۔ اس کتاب کے آغاز میں وہ لکھتے ہیں:

"اکثر حضرات فقط سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرٰی رضی اللہ عنہا کو حضور پاک کی صاحبزادی کہتے ہیں باقی صاحبزادیوں کے نام نہیں آتے۔ اگر آتا ہے تو ان کی تفصیلی تاریخ نہیں ملتی، ایک گروہ تو باقی صاحبزادیوں سے منکر ہے شاید وہ اس آیت کریمہ کو بھول چکے ہیں"۔
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ" (ص ۲)

اسحاق سرہندی نے بنات الرسولؐ لکھ کر آنحضرت کی صاحبزادیوں سے متعلق بہت بڑی غلط فہمی دور کر دی ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں حضورؐ کی چار صاحبزادیوں بی بی زینبؓ، بی بی رقیہؓ، بی بی اُمِ کلثومؓ اور بی بی فاطمۃ الزہرٰیؓ کے حالات، نکاح، ازدواجی زندگی، اولاد، وفات وغیرہ جیسے اہم واقعات کو تاریخی حقائق کی روشنی میں مدلل اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے اب اس کتاب سے اسحاق سرہندی کی اردو تحریر کا نمونہ دیکھئے۔

"ایک مرتبہ ایک تابعی نے حضرت بی بی عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور کو سب سے زیادہ محبوب و پیاری کون ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بی بی فاطمہؓ، بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب بی بی فاطمہؓ حضورؐ کی خدمت میں آتی تھیں تو حضورؐ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، اسی طرح جب حضورؐ بی بی صاحبہؓ کے گھر تشریف فرما ہوتے تھے تب بی بی صاحبہ اٹھ کے کھڑی ہوتی تھیں اور حضورؐ کو اپنی جگہ بٹھاتی تھیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب کسی غزوہ یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے پھر حضرت بی بی صاحبہ کے گھر تشریف لاتے، اس کے بعد ازواجِ مطہرات کی طرف جاتے۔ بخاری شریف میں ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے میرے دل کا باغ ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہؓ، حسنؓ و حسین کا جو خیر خواہ ہے میں ان کا

خیر خواہ ہوں، جو ان کا دشمن ہے میں ان کا دشمن ہوں، عبداللہ بن بریدہ (جو صحابی تھے) روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ کو سب عورتوں میں پیاری بی بی فاطمہ الزہرہ تھیں اور مردوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی اس محبت کا تقاضا یہ تھا کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تب حضورؐ نے بی بی صاحبہ کے ساتھ حضرت علیؓ اور دونوں صاحبزادوں امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو اپنی چادر میں بلاکر بیٹھایا کہ یا اللہ مجھے اور میرے اہل بیت کو برائیوں سے پاک وصاف کر"

(بینات الرسول ص ۲۵، ۲۶)

حواشی

لہ **الحاج خواجہ محمد حسین جان سرہندی** ۱۲۹۰ھ میں قصبہ ارغستان (قندھار) میں پیدا ہوئے، بارہ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبدالرحمٰن عرف قندھاری صاحب کے ہمراہ سندھ آئے پہلے ٹکھڑ (ضلع حیدرآباد) میں اقامت پذیر ہوئے پھر ۱۳۲۹ھ میں تعلقہ ساماری ضلع تھرپارکر میں سکونت اختیار کی۔ اب یہ مقام گوٹھ پیر سرہندی کے نام سے مشہور ہے۔

خواجہ محمد حسین جان سرہندی عربی و فارسی کے جید عالم اور قادرالکلام شاعر تھے۔ سرہندی تخلص کرتے تھے۔ ان کے عربی و فارسی کلام کا مجموعہ جو ۱۶۶ صفحات پر مشتمل ہے "خیابان سرہندی" کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے (تذکرہ شعرائے ٹکھڑ ص ۱۱۲، ۱۲۰)۔

لہ۲، ۳ **خواجہ محمد حسن جان سرہندی** خواجہ محمد حسن جان کے سوانح اور علمی وادبی خدمات کے لئے ملاحظہ ہو مقالہ۔ "خواجہ محمد حسن جان سرہندی" از ڈاکٹر وفا راشدی مطبوعہ ماہنامہ المعارف (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) شمارہ جنوری ۱۹۷۹ء، مہران نقش مطبوعہ مکتبہ اشاعت اردو کراچی ۱۹۸۶ء

لہ۴ **پیر آقا محمد اسمٰعیل جان روشن سرہندی** پدر بزرگوار پیر اسحاق جان سرہندی کی زندگی دینی وسماجی خدمات کے لئے وقف تھی۔ وہ اپنے وقت کے صاحب فیض، عالم باعمل تحریک آزادی کے متوالے اور تحریک خلافت کے سرگرم کارکن تھے۔ انہوں نے اتحادِ عالم اسلامی کے مشن کے تحت علی برادران کے ہمراہ حجاز مقدس کا بھی دورہ کیا۔

محمد اسمٰعیل جان فارسی، سندھی اور اردو کے بلند پایہ شاعر اور صاحب طرز ادیب تھے۔ ماہنامہ "الاصلاح" ٹکھڑ کے نامور مدیر تھے وہ سندھی، اردو، عربی، فارسی اور پشتو زبانوں میں طبع آزمائی فرماتے تھے۔ ان سب زبانوں میں ان کا کلام موجود ہے۔ نثر میں خطباتِ روشن، جواہر نفیسہ، نسیم چمن انشائے روشن اور نظم میں دیوانِ روشن (فارسی) مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان سابق صدر شعبۂ اردو جامعہ سندھ ۱۹۶۱ء ان کی لازوال تصانیف ہیں۔ (ضلع تھرپارکر کے فارسی ادب کا جائزہ ماہنامہ الرحیم (سندھی) مارچ/اپریل ۱۹۷۸ء ص ۱۵۔ تذکرہ شعرائے ٹکھڑ۔ ص ۱۵۹ - ۱۶۷)۔

"دیوانِ روشن" کا ایک نسخہ ڈاکٹر نجم الاسلام صدر شعبۂ اردو جامعہ سندھ کی خصوصی عنایت سے راقم کے نجی کتب خانے میں محفوظ ہے اس نوازش کے لئے راقم ڈاکٹر صاحب موصوف کا ممنون ہے۔

۵۔ **الحاج مولانا محمد ابراہیم جان خلیل:** محمد اسمٰعیل جان روشن کے منجھلے صاحبزادے اور محمد اسحاق کے چھوٹے بھائی ہیں۔ پیر طریقت، صاحب دل، صاحب سلوک عالم ہیں، عربی، فارسی، سندھی اور اردو پر کامل قدرت رکھتے ہیں۔ سندھی اور فارسی کے اچھے نثر نگار اور سخنور ہیں۔ انہوں نے اپنے علم و فضل سے خاندانی روایات کو بحسن و خوبی زندہ رکھا ہے۔ (تذکرہ شعرائے ٹکھڑ ص ۱۹۸، ۲۰۳)

۶۔ ضلع تھرپارکر کے فارسی ادب کا جائزہ، از ڈاکٹر گل حسن لغاری ص ۱۰، الرحیم (سندھی) مارچ اپریل ۱۹۷۸ء۔

۷۔ حکیم پیر غلام محی الدین سرہندی (سرہندی دواخانہ ٹنڈو محمد خان) پیر اسحاق جان کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ اسحاق جان کی وفات کا حال غلام محی الدین صاحب کی زبانی معلوم ہوا اور ان کی تاریخ وفات محی الدین صاحب کی ذاتی ڈائری سے نقل کی گئی ہے۔

۸۔ سفر نامۂ ایران ص ۷

۹۔ برتھ کنٹرول، عرض حال ص ۱۔